کعبۂ فکر قبلۂ ایماں

رباعیات در ستائش نہج البلاغہ

آیت اللہ علامہ سید عقیل الغروی

مرکز افکار اسلامی

کعبۂ فکر قبلۂ ایماں

رباعیات در ستائش نہج البلاغہ

آیت اللہ علامہ سید عقیل الغروی

مرکز افکار اسلامی

کعبۂ فکر قبلۂ ایماں

رباعیات در ستائش نہج البلاغہ

کلام: آیت اللہ علامہ سید عقیل الغروی

ترتیب: حیدر نقوی

ناشر: مرکز افکار اسلامی

طبع اوّل: اکتوبر ۲۰۲۵ء

ویب سائٹ: www.afkareislami.com

ایمیل: afkareislami@yahoo.com

مرکز افکار اسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنّا لَاُمَرآءُ الْکَلَام

ہم (اہل بیت علیہم السلام) اقلیم سخن کے فرمان روا ہیں

(حضرت امام علی علیہ السلام)

نامِ نامی واسمِ گرامی مولائے کائنات

علی بن ابی طالب علیہ السلام

کے ہم عدد 110 رباعیاں

درستائشِ کشکولِ رضی مجموعۂ خطبات ومکاتیب وکلماتِ

قصار مولائے کائنات موسوم بہ

نہج البلاغہ!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حرفِ اوّل بھی حرفِ آخر بھی!

یہ نہج البلاغہ سے عیاں ہے واللہ   مولائے غدیر ہی ہے مولائے سخن

امیرِ بیاں، کلیمِ حکم، سلطانِ سخن مولا علی علیہ السلام اپنے کلام کے بارے میں فرماتے ہیں: وَ اِنَّا لَاُمَرَآءُ الْکَلَامِ، وَ فِیْنَا تَنَشَّبَتْ عُرُوْقُهٗ، وَ عَلَیْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُوْنُهٗ اور ہم (اہلبیتؑ) اقلیمِ سخن کے فرمانروا ہیں۔ وہ ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اس کی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔[1]

"امامؑ کا کلام نہج البلاغہ صرف ایک ادبی شاہکار ہی نہیں ہے، بلکہ اسلامی تعلیمات کا الہامی صحیفہ، حکمت و اخلاق کا سرچشمہ اور معارفِ ایمان و حقائقِ تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے، جس کے گوہرِ آبدار علم و ادب کے دامن کو زرنگار بنائے ہوئے ہیں اور اپنی چمک دمک سے جوہر شناسوں کو محوِ حیرت کیے ہوئے ہیں۔ افصح العرب کے آغوش میں پلنے والے اور آبِ وحی میں دُھلی ہوئی زبان چوس کر پروان چڑھنے والے نے بلاغت کلام کے وہ جوہر دکھائے کہ ہر سمت سے ''فَوْقَ کَلَامِ الْمَخْلُوْقِ وَ تَحْتَ کَلَامِ الْخَالِقِ'' کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔"[2]

---

[1] ۔ نہج البلاغہ خطبہ ۲۳۰

[2] ۔ حرفِ اوّل، علامہ مفتی جعفر حسینؒ

امامؑ کے کلام کا کمال یہ ہے کہ دو لفظوں کے جملے کئی کتابوں پر بھاری ہوتے ہیں۔ ایک مقام پر امامؑ فرماتے ہیں: تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا، ہلکے پھلکے رہو تا کہ آگے بڑھنے والوں کو پا سکو۔[1]

سید رضیؒ اس جملے کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کلامِ خدا اور رسولؐ کے بعد جس کلام سے بھی ان کلمات کا موازنہ کیا جائے تو حسن و خوبی میں ان کا پلہ بھاری رہے گا۔

زبانِ عرب کے مشہور ادیب جاحظ متوفی 255ھ اپنی دو جلدی کتاب "البیان والتبیین" میں امامؑ کا ایک فرمان: قِیْمَةُ کُلِّ امْرِئٍ مَّا یُحْسِنُهٗ. ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اس شخص میں ہے۔[2]

درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ فرمان میری پوری کتاب پر ترجیح رکھتا ہے۔

نہج البلاغہ کی عظمت و اہمیت کے بارے میں کیا کیا لکھا اور کہا گیا ہے اس کے لیے آیت اللہ علامہ سید علی نقی النقویؒ کا "مقدمۂ نہج البلاغہ"، علامہ سید سبط الحسن رضوی معروف بہ فاضل ہنسوی مرحوم کی "منہاج نہج البلاغہ"، علامہ مفتی جعفر حسینؒ کا "حرف اول" اور مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی مترجم نہج البلاغہ کا "پہلا بول" جیسی تحریروں کا مطالعہ اردو داں حضرات کے لیے بہت مفید ہوگا۔

مذکورہ بالا تحریروں میں اردو نثر میں نہج البلاغہ کے بارے میں خوبصورت تراکیب اور عظیم جملات استعمال ہوئے ہیں مگر اردو کے منظوم کلام کا دامن نہج البلاغہ کے ذکر سے عموماً خالی ہے۔ بڑے بڑے شعراء کرام کے منقبتی کلام اور قصائد کو دیکھا اور خود شعراء سے بھی

---

①۔ نہج البلاغہ خطبہ ۲۱

②۔ نہج البلاغہ حکمت ۸۱

پوچھا مگر معلوم ہوا کہ شاذ و نادر ہی کسی شاعر نے لفظ "نہج البلاغہ" کا اپنے کلام میں تذکرہ کیا یا کسی فرمان کو منظوم کیا۔ امام کی تلوار اور گھوڑا، خیبر کا در اور مرحب کا سر، بیت اللہ میں وقت ولادت شگاف اور غدیر میں نبیؐ کے ہاتھ میں امامؑ کا ہاتھ جیسے موضوعات پر الحمد للہ بہت کچھ ملے گا مگر امامؑ کے علمی خزانے کو کہ جس پر امامؑ ہمیشہ فخر کرتے رہے اور اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرماتے رہے کہ یہاں علم کا نہ ختم ہونے والا خزانہ موجود ہے کاش اس کو حاصل کرنے والا کوئی مل جاتا[1] اسے کم ہی منظوم کیا گیا۔

مرکز افکار اسلامی نے اس خلا کو پُر کرنے کے لیے مختلف مواقع پر اردو شعراء کو دعوتِ کلام دی اور یوں ایک سو پچیس شعراء کرام نے نہج البلاغہ سے متعلق اپنا کلام عطا کیا۔ مرکز کی اس کوشش سے پہلے جن شعراء نے نہج البلاغہ کے بارے میں کوئی نظم یا شعر کہا اسے بھی تلاش کیا گیا اور اس تمام کلام کو کتابی صورت میں لایا گیا اور اس کتاب کو "نہج البلاغہ اور اردو شعراء" کا نام دیا گیا۔

شعراء کرام کے کلام کی جمع آوری اور اس سے متعلق دیگر کوششوں میں جناب آیت اللہ علامہ سید عقیل الغروی دام ظلہ ہر منزل پر مرکز کے معاون و مددگار بلکہ اس کاروان کے سالار رہے، جس پر ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہیں۔ اس ہمکاری کے ساتھ ساتھ ہم نے آپ سے بھی نہج البلاغہ کے متعلق کلام عنایت فرمانے کی درخواست کی تو آپ نے محبتِ امیر المومنینؑ اور مرکزِ افکار اسلامی کی حوصلہ افزائی کا منفرد انداز سے اظہار فرمایا اور وعدہ کیا کہ ہم امیر المومنین علیہ السلام کے اسم گرامی "علی علیہ السلام" کے اعداد کے مطابق ایک سو دس

[1]۔ نہج البلاغہ حکمت ۱۴۷

رباعیاں پیش کریں گے۔

علامہ صاحب کی ایامِ عزا کی بے حد مصروفیت اور صحت کی ناسازی کے باوجود آپ نے جب ایک سو دس رباعیوں کا مسوّدہ بعنوان "کعبۂ افکار قبلۂ ایماں" عنایت فرمایا تو ہماری مسرّت کی جو کیفیت تھی وہ ہمارا رب ہی جانتا ہے۔

یہ 110 رباعیات نہیں کلام امامؑ کے ادبی، فکری اور وجدانی افہام و تفہیم کے 110 چراغ ہیں جو ایک طرف تو اردو ادبیات میں ایک خاطر خواہ اضافہ ہیں اور دوسری طرف نوجوان ادباء و شعراء کے لیے نہج البلاغہ کے معارف کو سمجھنے کی راہ معین کرتے ہیں۔

غروی صاحب نے اپنے کلام کے لیے رباعی جیسی مشکل صنف کا انتخاب کیا۔ رباعی کے بارے میں جوش مرحوم نے کہا تھا۔۔"بات یہ ہے کہ جب تک کسی شاعر کو بے پناہ مشاقی اور بے نہایت دیدہ وری کی بدولت دریا کو کوزے میں بند کرنے کا کام نہیں آتا، اس وقت تک رباعی اس کے قابو میں نہیں آتی۔ قلیل الفاظ کی وساطت سے کثیر معانی کا احاطہ کر کے صرف چار مصرعوں میں اس ربع مسکون کے تمام تجربات، تاثرات، نظریات اور افکار کو سمیٹ لینا، ایک ننھے سے قطرے میں قلزم کو مقیّد کر لینا، ہر شاعر کے بس کا روگ نہیں۔"[۱]

غروی صاحب نے کلام علی علیہ السلام "نہج البلاغہ" جیسے عظیم موضوع کو جس حُسن سے نبھایا وہ آپ ہی کو سجتا تھا اور آپ کا یہ کلام ہی آپ کی پہچان کرا رہا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا: تَکَلَّمُوْا تُعْرَفُوْا، فَاِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ۔ بات کرو! تا کہ پہچانے جاؤ، کیونکہ آدمی اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔[۲]

۱۔ جوش ملیح آبادی کی نادر و غیر مطبوعہ تحریریں، ہلال نقوی، ص ۸۰

۲۔ نہج البلاغہ حکمت ۳۹۲

غروی صاحب نے نہج البلاغہ کے لیے جو دسیوں خوبصورت ترکیبیں استعمال کی ہیں وہ بھی اپنے لحاظ سے منفرد ہیں۔ چند ترکیبیں ملاحظہ ہوں۔ ترجمانِ توحید، زبانِ توحید، زبانِ نبوت محمدؐ، اقدارِ مکارم، افکارِ علیؑ، فیضانِ علیؑ، بابِ تقویٰ، ملکوتی آواز، تسنیمِ فصاحت، فردوسِ بلاغت، تفسیرِ قرآن، سیر وسلوک کا دستور، بیمار دماغوں کی شفاوغیرہ۔

رباعیوں کے اس مجموعے کا نام "کعبۂ افکار قبلۂ ایماں" ہی نہج البلاغہ کی طرف رخ موڑنے کی دلچسپ دعوت ہے۔ نہج البلاغہ پڑھنے کے لیے کن موثر لفظوں میں دعوت دی:

آ نہجِ بلاغہ کے ورق کھول کے دیکھ　　　دروازۂ شہرِ علم کھل جائے گا

(رباعی40)

نہج البلاغہ میں کیا ہے، ایک جگہ فرماتے ہیں:

انفاسِ پیمبرؐ کی حرارت بھی ہے　　　قرآن کی تفسیرِ جلی ہے یہ کتاب

(رباعی43)

نہج البلاغہ کو امامؑ کی صدا قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہیں آج بھی موجود علیؑ عالم میں　　　سن پاؤ تو سن لو گوشِ دل سے گفتار

(رباعی53)

اپنے دور کے عظیم خطیب ابن نباتہ متوفیٰ 375ھ نے خطابت کے اس مقام تک پہنچنے کے لیے کلامِ امامؑ سے استفادہ کا اقرار کیا اور لکھا: "میں نے خطابت کا ایک خزانہ محفوظ کیا ہے جس سے جتنا زیادہ کام لیا جائے اتنی زیادہ اس میں برکت ہوتی ہے، میں نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مواعظ سے سو فصلیں یاد کی ہیں۔"[1] اسی طرح عربی کے اور بھی ادباء و

[1]۔ شرح ابن ابی الحدید ج۱، ص ۲۴

مفکرین کے اعترافات موجود ہیں۔

غروی صاحب ایک رباعی میں اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

تاریخ ہے! سارے ہی اساطینِ ادب　　　خطباتِ علیؑ یاد کیا کرتے تھے

(رباعی 82)

علامہ غروی صاحب نہج البلاغہ کے بارے میں ایک منفرد اصطلاح اکثر اپنی گفتگو میں دہراتے رہتے ہیں اور وہ ہے "کشکولِ سید رضیؒ" اس کشکول میں خیر کی ہر شے موجود ہے۔ ایک رباعی میں اس کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں:

دیکھو تو یہ کشکولِ رضیؒ دیکھو تو　　　قرآن کے اعجاز کی بُرہانِ جلی

(رباعی 2)

نہج البلاغہ میں جہاں علوم و معارف اور حِکَم و مواعظ کے خزانے ہیں وہاں امیر المومنین علیہ السلام کی زبان سے آپ کی مظلومیت کے قصے اور مصیبت کے نوحے بھی موجود ہیں۔ کبھی دشمن کے گلے تو کبھی اپنوں کے شکوے بیان فرماتے ہیں۔

غروی صاحب نے اس موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

انشائے علیؑ میں کوئی دیکھے تو سہی　　　اک درد میں ڈوبے ہوئے لہجے کا اثر

(رباعی 101)

دعا ہے کہ فرامینِ علی علیہ السلام کے گلشنِ بے خار و گلستانِ پُر بہار سے گُل چینی کر کے ان 110 پھولوں کو سجا کے "کعبۂ افکار قبلۂ ایماں" کا گلدستہ عاشقانِ علیؑ کے ہاتھوں میں پیش کرنے والے اس "باغبان" حضرت آیت اللہ عقیل الغروی دام ظلہ کو پروردگار ہمیشہ سلامت رکھے۔ آپ کے قلم سے ایسے ہی عطر انگیں اور فکر انگیز پھول تقسیم ہوتے رہیں اور نو جوان ادباء و شعراء اس کو

نمونہ بنا کر اپنے گلدستے سجاتے رہیں اور یوں نظم کے پیرایۂ بیان میں بھی کلامِ امامؑ کے جواہر عام ہوتے رہیں اور عالمِ انسانیت کے دل افکارِ علیؑ کے چراغ سے منور ہوتے رہیں۔ یہ یقیناً روحِ علی علیہ السلام کی خوشنودی کا سبب ہوگا اور امامؑ کی پکار پر عمل ہوگا۔ امامؑ فرماتے ہیں:

اُنْظُرُوْا اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَالْزَمُوْا سَمْتَهُمْ، وَ اتَّبِعُوْا اَثَرَهُمْ فَلَنْ يُّخْرِجُوْكُمْ مِنْ هُدًى، وَلَنْ يُّعِيْدُوْكُمْ فِيْ رَدًى، فَاِنْ لَّبَدُوْا فَالْبُدُوْا، وَ اِنْ نَّهَضُوْا فَانْهَضُوْا، وَلَا تَسْبِقُوْهُمْ فَتَضِلُّوْا، وَلَا تَتَاَخَّرُوْا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوْا.

اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کو دیکھو، ان کی سیرت پر چلو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو۔ وہ تمہیں راہِ ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے اور نہ گمراہی و ہلاکت کی طرف جانے دیں گے۔ اگر وہ کہیں ٹھہریں تو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اٹھیں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو۔ ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ ورنہ گمراہ ہوجاؤ گے اور نہ (انہیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ ورنہ تباہ ہوجاؤ گے۔[1]

والسلام

خدمت گزارِ بابِ علمِ نبویؐ
مقبول حسین علوی
مرکز افکار اسلامی
16-09-2025

[1]۔ نہج البلاغہ خطبہ ۹۵

رباعی

مسلم ہے جو تسلیم کرے شانِ علیؑ
مؤمن ہے بجا لائے جو فرمانِ علیؑ
سمجھیں گے ہم اس کو شاعرِ نغز عقیلؔ
لائے تو سخن لائق و شایانِ علیؑ

رباعی

وہ شہرِ نجف جس کا شرف غالب ہے
قالب ہے وہ روحوں کا بہت جالب ہے
حوزہ جسے کہتے ہیں وہ شہرِ دانش
تاسیسِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے

بحث سند!

رباعی

جویائے سند بہرِ کلامِ عَلَوی
سن لیں، بہ دل و جاں، یہ پیامِ غَزَوی
جو شانِ رضی جانتے ہیں، جانتے ہیں
ارسالِ رضی برتر از اسنادِ قَوی

قطعہ

جن کو ہے شغف نورِ کلامِ علوی سے
سن لیں وہ، بہ تحقیق، یہ نکتہ غزوی سے
جو شانِ رضی جانتے ہیں جانتے ہیں یہ
ارسالِ رضی کم نہیں اسنادِ قوی سے

رباعی 1

برتر ہے بہت مقامِ والائے سخن
اعجازِ سخن یہاں ہے بالائے سخن
یہ نہجِ بلاغہ سے عیاں ہے واللہ
مولائے غدیر ہی ہے مولائے سخن

2

یہ نہجِ بلاغہ ہے ، یہ فرمانِ علیؑ
ہوتا ہے یہ اسلوب ہی شایانِ ولی
دیکھو تو یہ کشکولِ رضی دیکھو تو
قرآن کے اعجاز کی بُرہانِ جلی

3

اربابِ سخن کس کا ہے یہ سازِ سخن
کس کا ہے یہ پُر شکوہ اندازِ سخن
جل جاتے ہیں ذہنوں میں چراغِ توحید
ہے نہجِ بلاغہ کا یہ اعجازِ سخن

4

ہاں اہل زباں پیش کریں حرفِ سپاس
ہے نہجِ علیؑ خَلق میں بے مثل و قیاس
اے اہل جہاں تم کو علیؑ نے بخشا
اسلوبِ کلام ایسا کہ حکمت کی اساس

5

مولا کے سخن ہی سے ہے تعمیرِ قلوب
مولا کی زباں ہی میں ہے تعبیر قلوب
شیدائے علیؑ نہجِ بلاغہ تو پڑھیں
ہر حرف میں ہے قوتِ تسخیر قلوب

6

طالب ہیں کہاں علم کے، اربابِ علم
تفسیر ہے یہ علم کی ، از بابِ علم
یہ نہجِ بلاغہ میں سخن ہائے علی
واللہ کہ ہے بہشتِ شادابِ علم

7

معنی کی گرہ کھول رہے ہوں جیسے
میزاں میں خرد تول رہے ہوں جیسے
خطبوں کو پڑھا زندہ دلی سے تو لگا
منبر پہ علیؑ بول رہے ہوں جیسے

8

کرتی ہے جو ذہن و دلِ مومن تسخیر
جس میں ہے علیؑ کی علمِ حق کی تفسیر
محفوظ ہے اس نہجِ بلاغہ ہی میں
وہ مدرسۂ نجف کی پہلی تقریر

9

ممنونِ کرم ترا ہر اک قاری ہے
تیرا ہی تو دستور سخن جاری ہے
تجویدِ کلامِ حق سکھانے والے
لہجہ بھی ترا معجزۂ باری ہے

10

کیا خوب علیؑ کی یہ تقریریں ہیں
یہ مہرِ بلاغت کی تنویریں ہیں
اخلاقِ محمدؐ کا بیانِ کامل
اسمائے الٰہی کی تفسیریں ہیں

11

ہے نہجِ علیؑ شاہدِ معراجِ علیؑ
کیا علم کے سونے سے بنا تاجِ علیؑ
اخلاق ارسطو سے نہ سیکھیں زاہد
اخلاق کا منشور ہے منہاجِ علیؑ

12

مستقبلِ انساں کی شفق ہے اس میں
زندہ کُنِ تقدیر رمق ہے اس میں
قرآنِ تمدّن ہے علیؑ کی تقریر
تہذیب کا اک ایک سبق ہے اس میں

13

تعلیم ہے گلدستۂ اقدار کا عطر
معنی ہیں کہ ہے گلشنِ انوار کا عطر
مجموعۂ عطرِ گلشنِ حیدرؑ ہے
الفاظ ہیں یا عصمتِ اظہار کا عطر

14

ہے نہجِ بلاغہ میں سخن حیدرؑ کا
کشکولِ رضی خزانہ ہے جوہر کا
ہر حرف ہے اس کا ایک بحرِ معنی
ہر نقطہ گہُر ہے چشمۂ کوثر کا

15

کیا عدل پناہی ہے بہ الفاظِ علیؑ
باطل کی تباہی ہے بہ الفاظِ علیؑ
اے ملحدو! دیکھو تو ذرا پڑھ کے اسے
کیا حمدِ الٰہی ہے بہ الفاظِ علیؑ

16

الفاظِ علیؑ بدایعِ حکمت ہیں
انفاسِ علیؑ صنایعِ عصمت ہیں
کشکولِ رضی نہجِ بلاغہ دیکھو
کیا کیا اس میں روایعِ قدرت ہیں

17

ہر خط ہے علیؑ کا ایک دستورِ انام
سیکھے تو کوئی ان سے آدابِ نظام
اک نامہ تو ایسا ہے کہ بس کیا کہیے
عرفان کا منشور ہے سلمان کے نام

18

ہر حرف ہے اک بحرِ روانِ معنی
پہچان لیں احباب نشانِ معنی
خطباتِ علیؑ کے ایک اک فقرے میں
پیچیدہ ہیں افلاکِ جہانِ معنی

19

عرفانِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے
احسانِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے
کشکولِ رضی نہجِ بلاغہ ہے کیا
فرمانِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے

20

سطوت ہے بیاں میں علم کے تاج کی بھی
تابش ہے یہاں حیدری منہاج کی بھی
یہ لہجۂ پُر شکوہِ خطباتِ علیؑ
اس میں کہیں اک گونج ہے معراج کی بھی

21

ایثار دِلا علیؑ کے دستور میں ہے
تہذیبِ وِلا علیؑ کے منشور میں ہے
ہے گوہرِ منثور یہ کشکولِ رضی
منشورِ علیؑ گوہرِ منثور میں ہے

22

ہے نقطۂ با ہی سے تو آغازِ بیاں
حق کا نہیں بدلا کہیں اندازِ بیاں
تاثیر سخن کرتی ہے توصیفِ سخن
نیرنگِ فصاحت نہیں اعجازِ بیاں

23

افلاک مشیّت پہ ہیں افکارِ علیؑ
الفاظِ علیؑ ہیں کہ ہیں انوارِ علیؑ
پہچان جنہیں ہے کیا ہے ظرف علم
پہچان سکیں گے وہی گفتارِ علیؑ

24

میزاں میں گہر تول رہے ہیں گویا
کوثر میں شہد گھول رہے ہیں گویا
ہیں گوش بر آواز سمک تا بہ سما
منبر پہ علیؑ بول رہے ہیں گویا

25

نبراسِ فصاحتِ محمدؐ ہے عقیلؑ
انوارِ بلاغتِ محمدؐ ہے عقیلؑ
کہتے ہیں جسے نہجِ بلاغہ، یہ کتاب
بُرہانِ نبوتِ محمدؐ ہے عقیلؑ

26

فیضانِ فصاحتِ نبی ہے واللہ
سلطانِ بلاغتِ وصی ہے واللہ
یہ نہجِ بلاغہ یہ کتابِ حکمت
بُرہانِ امامتِ علیؑ ہے واللہ

27

اک حرزِ حفاظتِ امم لکھا ہے
دستورِ سیاستِ امم لکھا ہے
جو مالکِ اشتر کو لکھا ہے مکتوب
منشورِ قیادتِ امم لکھا ہے

28

ہیں گوش بر آوازِ علیؑ سب شرفا
ہر خطبہ ہے اللہ سے منشورِ وفا
ہے بس کہ یہ مجموعۂ تقریرِ علیؑ
دستورِ رہِ سیر و سلوکِ عُرفا

29

عامل کا وظیفہ ہیں مکاتیبِ علیؑ
احکامِ شریفہ ہیں مکاتیبِ علیؑ
یہ حسنِ بلاغت کے نمونے ہی نہیں
حکمت کا صحیفہ ہیں مکاتیبِ علیؑ

30

انوارِ سرِشتہ ہیں مکاتیبِ علیؑ
آئینِ فرشتہ ہیں مکاتیبِ علیؑ
جن کے لیے لکھے ہیں علیؑ نے ان کی
قسمت کا نوشتہ ہیں مکاتیبِ علیؑ

31

تہذیب نفوسِ شرفا ہے اس میں
تربیت اربابِ وفا ہے اس میں
یہ نہجِ بلاغہ ہے کتابِ عرفاں
اسرارِ قلوبِ عرفا ہے اس میں

32

نہجِ سخنِ صدق و صفا ہے اس میں
ہے قولِ علیؑ ، شرحِ وفا ہے اس میں
سن لیں جو ہیں مبتلائے کفر و تشکیک
بیمار دماغوں کی شفا ہے اس میں

33

ممنونِ کرم ترا ہر اک قاری ہے
تیرا ہی تو دستور سخن جاری ہے
تجویدِ کلامِ حق سکھانے والے
لہجہ بھی ترا معجزۂ باری ہے

34

ہے نُطق پہ احسانِ ترّحم تیرا
ہے غازۂ تقریر تبسم تیرا
اے گلشنِ توحید کے سروِ آزاد!
جبریل کا ہم ساز تکلم تیرا

35

رونق ہے بلاغت کی تکلم تیرا
قرآن کی تجوید ترنم تیرا
اے نفسِ نبی زینت عرش و گیتی
فردوس کی رونق ہے تبسم تیرا

36

گلشن ہے جمالِ سخن آرائی کا
فردوس ہے الفاظ میں دانائی کا
مجموعۂ اقوالِ علیؑ عالی
ہے نورِ مُبیں چشمِ بینائی کا

37

کشکولِ رضی ہے ظرفِ معنی واللہ
سیکھے کوئی علمِ صرفِ معنی واللہ
کچھ اور نہیں، یہ ہیں علیؑ کے خطبے
ہر حرف ہے اس کا حرفِ معنی واللہ

38

آئینہ ہے آئینہ یہ بینائی کا
گنجینہ ہے گنجینہ یہ دارائی کا
کشکولِ رضی بہ فیضِ اقوالِ علیؑ
قلزم ہے کمالِ علم و دانائی کا

39

نذرانۂ جاں بہرِ خدا لائے تو
کچھ بہرِ نبیؐ عشق کا غم کھائے تو
نظّارۂ شہرِ علم کرنا ہو جسے
دروازۂ شہرِ علم پر آئے تو

40

خاطر کا ترے غبار دُھل جائے گا
پتھر بھی مثالِ شمع گھل جائے گا
آ نہجِ بلاغہ کے ورق کھول کے دیکھ
دروازۂ شہرِ علم کھل جائے گا

41

یہ نہجِ بلاغہ ہے کہ ہے علم کا باب
اسرارِ ولایت کی ہے اس میں تب و تاب
گنجینۂ معنی ہے رضی کا کشکول
ہے ختم بس اس کتاب پر فہمِ کتاب

42

لاؤ تو سہی کچھ سُخنِ حق کی تاب
ہاں سچ ہے کہ ہیں دہر میں حق جو کم یاب
منبر پہ علیؑ بول رہے ہیں یعنی
وہ کھول رہے ہیں دین و دانش کے باب

43

مجموعۂ اقوالِ علیؑ ہے یہ کتاب
گنجینۂ اسرارِ ولی ہے یہ کتاب
انفاسِ پیمبرؐ کی حرارت بھی ہے
قرآن کی تفسیرِ جلی ہے یہ کتاب

44

نورِ علویؑ بسا ہوا ہے اس میں
رازِ ازلی بسا ہوا ہے اس میں
جس شہر میں آباد ہے علم و حکمت
وہ شہرِ نبیؐ بسا ہوا ہے اس میں

45

اسلوب میں خود ذات چھپی ہو جیسے
الفاظ میں خوشبوے نبیؐ ہو جیسے
پڑھتا ہوں یہ خطبے تو مجھے لگتا ہے
آوازِ علیؑ گونج رہی ہو جیسے

46

کیا منبعِ انوار ہے کردارِ علیؑ
ہے لوح کہ سینۂ ضیا بارِ علیؑ
موتی سے چھلک رہا ہے بحرِ ہستی
کیا ابرِ گہر بار ہے گفتارِ علیؑ

47

ظاہر میں تو مجموعۂ گفتار ہے یہ
مصحف کی قسم مصحفِ اسرار ہے یہ
ابعادِ معانی کا احاطہ دیکھو
شہ کار ہے، شہ کار ہے، شہ کار ہے یہ

48

وہ خطبہ ہر احتجاج سے اولا ہے
میزان میں کردار و عمل تولا ہے
کرتا ہے جو شق سینۂ باطل کو تمام
وہ خطبۂ شقشقیۂ مولا ہے

49

تسنیمِ فصاحت ہے یہ کشکولِ رضی
فردوسِ بلاغت ہے یہ کشکولِ رضی
قرآن ہے اعجازِ نبوت جیسے
اعجازِ امامت ہے یہ کشکولِ رضی

50

آداب مُروّت و جواں مردی کے
اسرار فُتوّت و خرد مندی کے
اے اہل نظر اہل ہُنر جمع ہیں سب
اقوالِ علیؑ میں راز خورسندی کے

51

خطبات و مکاتیب و سخن ہائے قِصار
ہر فن میں ہر اسلوب میں یہ ہے شہ کار
کیا اس کے کمالات پہ اعجاب عقیلؔ
آخر یہ ہے مولائے سخن کی گفتار

52

ہر لفظ ہے اک مہرِ اخلاق و سلم
اظہارِ شجاعت بھی ہے ہم راہِ حلم
کشکولِ رضی دُرجِ گہر ہے گویا
اقوالِ علیؑ ہیں گہرِ کنزِ علم

53

ہو تابِ نظر تو دیکھو ان کی پیکار
وا کر لو جو چشمِ دل تو دیکھو کردار
ہیں آج بھی موجود علیؑ عالم میں
سن پاؤ تو سن لو گوشِ دل سے گفتار

54

قرآں کی قسم کاشفِ اسرار ہے یہ
فُرقاں کی قسم مصحفِ ابرار ہے یہ
ہے منبرِ حق منبرِ حَیدَرؑ بخدا
جو ترجمۂ حق ہے وہ گفتار ہے یہ

55

دستورِ خرد بھی ہے یہ دستورِ عمل
گفتار نہیں ہے ، یہ ہے گنجورِ عمل
جن باتوں کی تعلیم علیؑ نے دی ہے
سرمایۂ عرفاں ہے یہ منشورِ عمل

56

خطبے ہیں کس انداز کے کس تیور کے
آئینے ہیں کس صفا کے کس جوہر کے
آویزۂ گوشِ دل بنا کر رکھیے
در ہائے سخن ہیں حیدرؑ صفدر کے

57

گلدستۂ عرفان سجاتے ہیں علیؑ
اسرارِ اِن و آن سکھاتے ہیں علیؑ
کس طرح سے اک خطبۂ نورانی میں
تخلیق کی تاریخ بتاتے ہیں علیؑ

58

ہے شربتِ جاں حرفِ گوارا تیرا
کونین کو ہے صرف سہارا تیرا
دستورِ سکوت و سخن اے بابِ علم
ارشاد ترا اور اشارا تیرا

59

پرتو سے علیؑ کے رنگِ فاسق فَق ہے
آواز ہی سے غبارِ باطل شَق ہے
سچ ہے، یہی معیار ہے سچائی کا
ہر قولِ علیؑ اصلِ اصولِ حق ہے

60

بُرہانِ صداقت ہے بُرہانِ علیؑ
جاری ہے مثالِ بحر فیضانِ علیؑ
پڑھ کے یہ صحیفہ تو یہی لگتا ہے
روحِ ناطق ہے زیرِ فرمانِ علیؑ

61

باقی جو رہے گا وہ جہاں ان کا ہے
جو مٹ نہ سکے گا وہ نشاں ان کا ہے
خالق نے دیا ہے یہ شرف حیدرؑ کو
جو روحِ بلاغت ہے بیاں ان کا ہے

62

رکھی ہے علیؑ نے جو بلاغت کی اساس
قرآں کی بناتی ہے وہی قدر شناس
آیات و احادیث کے راز و اسرار
سمجھا کے بتائے ہمیں اندازِ سپاس

63

سن لو جو مناظرے میں بازی ٹھن جائے
جائے تو مقابلہ میں اہلِ فن جائے
کی ہے جو بیاں علیؑ نے اللہ کی شان
پڑھ لے کوئی ملحد تو موحد بن جائے

64

تعلیمِ علیؑ سے ہوے توحید شناس
تہذیب و ثقافت بھی ہوئی عدل اساس
لازم ہے علیؑ کے لیے ہر عاقل پر
توقیر و ادب، مدح و ثنا، شکر و سپاس

65

خطبے ہیں علیؑ کے ترجمانِ توحید
گویا ہے زباں ان کی زبانِ توحید
جُز ذاتِ علیؑ اور کسی سے نہ کُھلی
واللہ یہ پُر شکوہ شانِ توحید

66

ہیں ان کے لیے، حق کے ہیں چامے جتنے
ہو جائیں نثار ان پہ ہیں خامے[1] جتنے
معیار ہیں معیار جہاں داری کے
لکھے ہیں علیؑ نے عہد نامے جتنے

[1] چامہ یعنی نغمہ، گیت، غزل، بیتِ شعر، سرود۔ چامہ سرائی یعنی غزل خوانی۔

67

اللہ کی ہر بات نبیؐ سے پوچھو
اسرارِ نبیؐ صرف ولی سے پوچھو
بعثت ہو کہ ہجرت ہو کہ معراجِ نبی
یہ واقعے پوچھو تو علیؑ سے پوچھو

68

اثباتِ خدا نہیں ہے محتاجِ بیاں
اقرار ہے بس اہلِ معاصی پہ گراں
یہ نہجِ بلاغہ کی ہے تعلیمِ جلی
خالق کی تجلّی ہے ہر اک شے سے عیاں

69

ہر رازِ نہفتۂ معاد اور معاش
یوں کھولے ہیں جس طرح سے گسترده فراش
اک قاعدۂ فکر ہے یہ قولِ علیؑ
ہر خلق ہے اک مثال حتّیٰ خُفّاش

70

آیاتِ خدا جمالِ فطرت کا حُسن
خفاش کہ طاووس کی سطوت کا حُسن
ہیں حسنِ بلاغتِ علیؑ میں دونوں
قدرت کا بیاں بیانِ قدرت کا حُسن

71

پاتے ہیں ہم اس میں رمقِ الہامی
یہ نہجِ بلاغہ ہے کتابِ سامی
سیکھیں گے علیؑ سے تو کریں گے تخلیق
کہتے ہیں جسے ہم ادبِ اسلامی

72

کیا نہجِ بلاغہ کا ہے نامِ نامی
کشکولِ رضی ہے یہ کتابِ سامی
اقوالِ علیؑ اس میں کیے ہیں تالیف
ہر بات ہے قرآں کی قسم الہامی

73

آئینِ فصاحت ہے فصاحت اس کی
معراجِ بلاغت ہے بلاغت اس کی
آساں نہیں کچھ ترجمۂ قولِ علیؑ
تہ دار ہے تہ دار عبارت اس کی

74

انفاسِ علیؑ ! قدرتِ خالق ہے عیاں
اخلاصِ علیؑ ! وحدتِ خالق کا نشاں
معراجِ بلاغت ہے ہویدا اس میں
الفاظِ علیؑ حکمتِ خالق کا بیاں

75

تعلیمِ بشر کے ساز و ساماں دیکھیں
دیکھیں یہ علیؑ کے حکم و فرماں دیکھیں
الفاظ صدف ہیں تو معانی گوہر
اقوال ہیں کیا گُہر بہ داماں دیکھیں

76

منظر آنکھوں میں ایسے پھرتے ہیں
پردے اُٹھتے ہیں پردے گرتے ہیں
الفاظ و معانی پہ علیؑ کی قدرت
کیا سینۂ بحر پر گُہر تِرتے ہیں!

77

ہے نام علیؑ بہشت کے ہر در پر
ہے جلوہ کناں نورِ خدا حیدرؑ پر
کیا شانِ علیؑ کوئی رقم کر پائے
مسجد میں ہوں محراب میں یا منبر پر

78

مسلم جو رسالت کا وفا دار رہے
اُمت پہ سدا ابر گُہر بار رہے
منبر کی بلندی بھی رہے پھر قائم
جب ذکرِ علیؑ ہی سے سروکار رہے

79

صحرائے نجف میں وہ علیؑ کی تقریر
کی جس نے کمیل آپ کے دل کی تسخیر
وہ درس ہے پہلا حوزۂ علمی کا
تاسیس کیا جس نے اصولِ تفسیر

80

معراج کی بزم منعقد ہے ایسی
محشر کی گھڑی بھی منجمد ہے ایسی
اُس فردِ احد کے سوا اپنائے گا کون
آواز علیؑ کی منفرد ہے ایسی

81

پڑھ نادِ علیؑ حیاتِ نو کر آغاز
کر جذب دلِ حیات میں عشق کا ساز
اربابِ ہمم نہجِ بلاغہ پڑھ کر
معراجِ بلاغت پہ ہوے سر افراز

82

دروازے پہ فریاد کیا کرتے تھے
اکرام سے دل شاد کیا کرتے تھے
تاریخ ہے! سارے ہی اساطینِ ادب
خطباتِ علیؑ یاد کیا کرتے تھے

83

اطوارِ جَلی نہجِ بلاغہ سے لیے
انوارِ وَلی نہجِ بلاغہ سے لیے
اربابِ طریقت نے سب اسرارِ دیں
افکارِ علیؑ ، نہجِ بلاغہ سے لیے

84

تخئیل کی تزئین و طہارت کے لیے
پاکیزگیِ نفس و قداست کے لیے
ہے مدرسۂ نہجِ بلاغہ کافی
توحید کی ترسیخ ، ولایت کے لیے

85

پوچھے کوئی مجھ سے جو کتابِ تقویٰ
دریافت کرے اگر نِصابِ تقویٰ
کہہ دوں گا فقط نہجِ بلاغہ پڑھ لو
کھل جائے گا پاٹوں پاٹ بابِ تقویٰ

86

کیا روشنی اس گُہر کی تنویر میں ہے
تنویر سموئی ہوئی تحریر میں ہے
منطق ہو کہ فلسفہ ادب یا اخلاق
ہر علم سمویا ہوا تقریر میں ہے

87

کیا ٹوٹ کے یہ ابرِ کرم برسا ہے
پانی کے لیے کون یہاں ترسا ہے
ہے ذاتِ علیؑ بلند ، حد درجہ بلند
تقریر بھی ان کی تو فلک فرسا ہے!

88

سمجھائے علیؑ نے جو رُموزِ بعثت
روشن ہوئے نکتہ ہائے عدل و حکمت
کرتے رہے منبر پہ دعائے باراں
برسا کیے کھل کھل کے سحابِ رحمت

89

بنتے جاتے تھے آسمانِ افکار
چھٹتے جاتے تھے آسمانوں سے غبار
منبر پہ قدم رکھتے جاتے تھے علیؑ
کھلتے جاتے تھے پردہ ہائے اسرار

90

تاریخِ زبانِ عربی شاہد ہے
یہ بات روایات میں بھی وارِد ہے
مُنکر ہے جو اس بات کا وہ جاحِد ہے
فیضانِ علیؑ سے یہ ادب فارِد ہے

91

ایمائے علیؑ نے آگہی بخشی ہے
آرائے علیؑ نے تازگی بخشی ہے
بے جان سا تھا ساز و سامانِ ادب
انشائے علیؑ نے زندگی بخشی ہے

92

جو اہلِ ادب آج ہیں محوِ عربی
جیتے ہیں جو مابینِ صحوِ عربی
وہ فکرِ بلاغت کی قسم کھا کے کہیں
تاسیس کیا ہے کس نے نحوِ عربی

93

تاریخِ عرب پڑھ تو کدھر جاتا ہے
بے سمت جو چلتا ہے بکھر جاتا ہے
خطبوں نے عرب کے جو بلندی پائی
سہرا اس کا علیؑ کے سر جاتا ہے

94

انوارِ معارفِ اُمَم ہیں اس میں
اقدارِ مکارمِ ہِمَم ہیں اس میں
ہیں خامۂ زر نگارِ حیدر کے نقوش
دستور معالِمِ حِکَم (1) ہیں اس میں

(1) کتاب دستورُ معالِمِ الحکم حافظ ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ القُضاعی الشافعی المصری متوفائے سنہ ۴۵۴ ھجری کی تالیف ہے جس میں مولائے کائنات حضرتِ علی علیہ السلام کے کلامِ منثور و منظوم کو جمع کیا گیا ہے، اس کے بہت سے مندرجات نہج البلاغہ کے شواہد کی حیثیت رکھتے ہیں، اس رُباعی کے چوتھے مصرعہ میں اسی کتاب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

95

پایا ہے نبیؐ نے خود خدا سے یہ شرف
پایا ہے علیؑ نے مصطفی سے یہ شرف
نام ان کا بھی لیتی ہے جو تاریخِ ادب
پایا ہے رضی نے مرتضیٰؑ سے یہ شرف

96

آیا ، لُغتِ آلِ عبا میں آیا
فرہنگ و زبانِ شُرفا میں آیا
شہوار گہُر بن گیا ہر وہ کلمہ
جو سلکِ بیانِ مرتضیٰؑ میں آیا

97

ہوتا ہے اسی سے جستجو کا آغاز
ملتا ہے حقیقت طلبی کا انداز
ہیں نہج بلاغہ میں علیؑ کی باتیں
اسلام میں فلسفہ کی پہلی آواز

98

اخبار کے دامن میں ہے یہ خوش خبری
یہ نہجِ بلاغہ ہے ہر اک شک سے بری
سن کر اسے بیدار ہوا ذہنِ بشر
آوازِ علیؑ ہے کہ نسیمِ سحری

99

چاہے بھی تو کوئی نہیں دُہرا سکتا
اب ایسا سخن کوئی نہیں لا سکتا
ہے منفرد ایسی یہ علیؑ کی آواز
جُز حق اسے کوئی نہیں اپنا سکتا

100

یہ نورِ سخن کوئی نہیں پا سکتا
یہ نہجِ بلاغہ تو نہیں لا سکتا
جس عرشۂ منبر پہ علیؑ بیٹھے ہیں
اس پر کوئی بے علم نہیں آ سکتا

101

فکرِ سبق آموزِ بشر کا ہے ثمر
دریائے معانی و معالی کا گہر
انشائے علیؑ میں کوئی دیکھے تو سہی
اک درد میں ڈوبے ہوئے لہجے کا اثر

102

دنیا تیری ہے عَنکبوتی آواز
ہے نہجِ بلاغہ جبروتی آواز
ہے ذاتِ علیؑ ہی کے سہارے زندہ
دُنیائے دَنی میں ملکوتی آواز

103

دیکھے کوئی افضالِ جلیلِ خالق
اتری ہے علیؑ پر جو سبیلِ خالق
دیتے ہیں علیؑ نیچریوں کی خاطر
خُفاش کی خلقت سے دلیلِ خالق

104

کب قدر ہوئی جہاں میں دانائی کی
کب داد ملی فکر کی رعنائی کی
لاتے ہیں علیؑ دلیل خالق کے لیے
اک ناتواں مور سے توانائی کی[1]

(1) نہج البلاغہ میں ایک مقام پر حضرتِ امیر المومنین علیہ السلام نے مور یعنی چیونٹی کی مثال دے کر قدرتِ خالق اور حکمتِ تخلیق پر روشنی ڈالی ہے، اس رُباعی میں اسی طرف اشارہ ہے۔

105

طاؤسِ نگارش میں شانِ طاؤس
تقریرِ مسجع ہے روانِ طاؤس
دیکھے تو کوئی خطبۂ طاؤسیّہ
کیا حرفِ ہُنر ہے کیا بیانِ طاؤس

106

اللہ کا انعام سخن حیدرؑ کا
قرآن کا اکرام سخن حیدرؑ کا
ہر حرف پکارتا ہے معنی کے ساتھ
الہام ہے الہام سخن حیدرؑ کا

107

حیدرؑ کا ہے دربار دو عالم کے لیے
ہے مطلعِ انوار دو عالم کے لیے
مولودِ حرم کا سخنِ الہامی
ہے قبلۂ افکار دو عالم کے لیے

108

کھولے ہیں علیؑ نے جیسے عرفاں کے رُموز
انساں کو بتائے نفسِ انساں کے رُموز
یہ علمِ علیؑ پر ہے وہ بُرہانِ جلی
دیتے ہیں سند جس کی قرآں کے رموز

109

تاویل بھی تفسیر بھی عرفان بھی ہے
معیار بھی میزان بھی بُرہان بھی ہے
یہ قولِ علیؑ قولِ علیؑ ہے واللہ
سمجھو تو اسے معنیِ قرآن بھی ہے

110

حسنِ باطن بھی ہے حسن ظاہر بھی
حرفِ دل بھی ہے حجّتِ قاہر بھی
ہے اہلِ نظر کے لیے ارشادِ علیؑ
حرفِ اوّل بھی حرفِ آخر بھی

نہج البلاغہ کی عظمت واہمیت کو بزرگان نے کتنے ہی خوبصورت الفاظ میں سراہا۔

جامع نہج البلاغہ سید رضیؒ نے "علم الٰہی کی جھلک اور کلام نبوی کی خوشبو" قرار دیا۔ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں: "اس کتاب کے اکثر حصے معجزات محمدیہ میں داخل ہیں"۔ شیخ محمد عبدہ اسے "مادیت کے حجابوں سے نکال کر عالم ملکوت تک پہنچانے والی کتاب" کہتے ہیں۔ آیت اللہ خمینیؒ فرماتے ہیں: "یہ ایک شفا بخش معجون اور فردی واجتماعی دردوں کی دوا ہے"۔ آیت اللہ خامنہ ای دام ظلہ اسے "اسلام کی بے نظیر میراث" کے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔

آیت اللہ غروی نے اس کتاب "کعبۂ فکر قبلۂ ایماں" میں اسم گرامی علی علیہ السلام کے اعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے، 110 رباعیوں میں نہج البلاغہ کو اپنے منفرد انداز میں بیان کیا اور اس خزانے سے مستفید ہونے کی تشویق دلائی۔

مرکز افکار اسلامی